نظرات

علماء اسلام کا کردار و عمل کس قدر اعلیٰ بلند اور مخلصانہ رہا ہے۔ اس پر بڑی ضخیم کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علماء اسلام کا شاندار ماضی رہا ہے، حال شاندار ہے اور ان شاء اللہ مستقبل بھی شاندار رہے گا۔ کبھی بھی علماء کرام نے نامساعد حالات میں بھی اس طاقت کے آگے کبھی بھی سر نہیں جھکایا جس نے آئین اسلام یا شعائر اسلام کے خلاف ذرا سا بھی کوئی کام کرنے کا قصد کیا ہو، برطانوی سامراج نے کس طرح علماء اسلام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ مگر مجال ہے کہ علماء اسلام کے پاؤں ذرا بھی ڈگمگائے ہوں۔

۱۸۵۷ء کی بغاوت پر انگریزوں نے ہندوستانیوں پر جو بغاوت کا مقدمہ چلایا اس کی زد میں تمام تر علماء کرام ہی تھے۔ کس کس طرح کے ظلم و ستم ان پر روا رکھے گئے اس کا ہم اس دور میں تصور بھی اگر کر لیں تو یقین جانئے کہ رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر علماء اسلام کو گرفتار کر کے جیلوں کی کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیا جاتا تھا۔ اور ان پر ہر طرح کا جبر کیا جاتا تھا۔ ان پر سختیاں اس قدر کی جاتی تھیں کہ جسے سُن ہی کر انسان پر کپکپی طاری ہو جائے۔

چالیس چالیس علماء کرام کو ایک ساتھ رسیوں سے باندھ دیا جاتا تھا اور انکو اوپر لٹکا کر انکے نیچے آگ کے شعلے دھکا کر انھیں اذیت پہنچائی جاتی تھی اور ان سے انگریزوں کے حق میں فتویٰ لکھوانے پر زور دیا جاتا تھا۔ مگر اس ظلم و جبر پر بھی علماء اسلام نے کبھی اسلام کے خلاف کوئی کام کرنے کی حامی نہ بھری۔ ہر ظلم و ستم برداشت مگر اسلامی قوانین کے خلاف فتویٰ دینے سے صاف منع کر دیا جاتا تھا۔ ظلم و ستم کی انتہا پر بھی انہوں نے اسلامی مغائر کام کرنے سے صاف انکار کر دیا اس پر انگریز سامراج نے انھیں پھانسی پر لٹکانے کا فیصلہ کیا اس پر بھی ان کا جواب نفی ہی میں ملتا۔ آخر دیگر علماء اسلام کو مرعوب و دہشت زدہ کرنے کے ارادے سے پھانسی کا پھندہ لگا دیا۔ لیکن آفریں ہے علماء اسلام پر کہ انہوں نے اس پر بھی چوں تک نہ کی۔ پھانسی کا پھندہ گلے میں پہن لیا اسلامی قانون کی پاسداری کی خاطر خوشی

خودشی حق پر جان دیدی. اس کے بعد باقی علمار کرام کو بھی ایسے ہی انجام کا احساس و ڈر دکھا کر اسلام مخالف طاقتوں کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی. مگر انگریزوں کو اس پر بھی ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا. علمار کرام نے کبھی بھی حق کے خلاف ناحق کا ساتھ دینا گوارہ نہ کیا. جس پر مجبور ہو کر انگریز سامراج کو یہ برملا اعتراف کرنا پڑا کہ اگر ہندوستان میں ہم کسی کو کسی بھی طرح سے چاہے وہ مال و دولت کا لالچ یا ظلم و ستم و مار کی دہشت کا ہوّا دکھانے کے باوجود اپنی طرف مائل نہ کر سکے ہیں تو وہ علمار اسلام کا طبقہ ہے. ہندوستان کے علمار اسلام ناحق کے آگے کبھی بھی نہ جھکے ہیں اور نہ ہی کبھی جھک سکیں گے!۔

ہندوستان کے علمار اسلام کا یہی وہ بلند کریکٹر ہے جس نے بڑی بڑی طاقتوں کے دل و دماغ پر مذہب اسلام کی عزت و عظمت اور شان کا سکہ قائم کیا ہوا ہے۔ ایسے میں ہمیں یہ خبر پڑھ کر صد درجہ دکھ صدمہ اور افسوس ہوا کہ کچھ آئمہ حضرات اپنی کسی تنظیم کے ذریعہ حکومت ہند سے مشاہرۂ امامت کے اضافے کی استدعا و درخواست اور گذارش کر رہے ہیں۔ یہ کم از کم مصلیٔ امامت کے شایان شان قطعاً نہیں ہے۔ مسلم پرسنل لار بورڈ کے لائق و قابل قدر ذمہ داران نے بجا طور پر کچھ اماموں کی شرمناک و مذموم حرکات پر سخت نوٹس لیا ہے۔ نہ صرف انہوں نے اس کی سخت ترین مذمت کی ہے بلکہ اسے آئین اسلام کے خلاف فعل بھی قرار دیا ہے۔ مسلم پرسنل لار بورڈ ہندوستان کے مسلمانوں کا متفقہ نمائندہ بورڈ ہے۔ اس بورڈ کے عہدیدار ملّت اسلامیہ کے بڑے ہی مخلص رہنما ہیں۔ جن میں ممتاز نام گرامی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (علی میاں) مدظلہ العالی کا ہے مسلم پرسنل لار بورڈ کی طرف سے کوئی بھی بیان یا کوئی بھی اقدام تمام ملّت اسلامیہ کی ترجمانی ہی پر مبنی ہے کیونکہ تمام ملّت اسلامیہ کا اس پر اعتماد و یقین اور بھروسہ ہے۔

چنانچہ مسلم پرسنل لار بورڈ کی طرف سے جب ائمہ حضرات کے مشاہرۂ امامت کے اضافہ کے لئے حکومت ہند سے مطالبہ پر اظہار ناپسندیدگی کا بیان شائع ہوتے ہی ائمہ حضرات کی تنظیم (چاہے وہ کسی کی در پردہ پرورش یافتہ ہی کیوں نہ ہو) کا فرض تھا کہ وہ اپنی غلط روشِ اور حماقت کی اصلاح کی طرف توجہ مرکوز کرتی۔ مگر افسوس کہ اس کی طرف سے الٹا مسلم پرسنل لار بورڈ ہی پر تنقید شروع کر دی گئی اور اس کی مسلمہ و متفقہ حیثیت ہی کو چیلنج کرنا شروع کر دیا گیا۔ ہم برہان کے ذریعہ

بالکل واضح طور پر مسلم پرسنل لاء بورڈ کے تمام اقدامات و بیانات کی تائید، سراہنا اور ستائش وتعریف کرتے ہیں اور سرکاری یا دیگر خفیہ ذرائع سے پرورش یافتہ ائمہ تنظیم کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور ان ائمہ حضرات کو جو کسی وجہ سے اس تنظیم کے بظاہر لبھانے مگر بباطن سخت نقصان دہ نعروں بیانوں اپیلوں وعدوں کے بہکاوے میں آگئے ہیں، مشورہ دینا چاہیں گے کہ وہ فوراً اس سے باز آجائیں اور خدارا! منصبِ امامت کی عزت وحرمت اور عظمت پر اپنے کسی غیر دانشمندانہ اقدام سے آنچ نہ آنے دیں۔

علماء اسلام کا وقار ہمیشہ اونچا رہا ہے۔ بڑی سے بڑی طاقت اپنے لالچ یا رعب و دبدبہ سے بھی اسکو گرا پائی ہے اور نہ ہی انشاء اللہ گرا پائے گی!

۱۵ اگست ہمیشہ ہی آتی ہے اور آئے گی اور ہم سب ہندوستانی اس تاریخ و دن کو اپنے ملک کی آزادی کا جشن بھی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور انشاء اللہ مناتے رہیں گے۔ لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں۔ کبھی اس بات کی طرف ہماری توجہ مرکوز نہیں ہوئی۔ برطانیہ کے وزیراعظم چرچل نے اس وقت جب ہندوستان کو آزادی مل رہی تھی، کہا تھا کہ ہندوستانیوں کو بھی آزادی مت دو، یہ آزادی کے قابل نہیں ہوئے ہیں"۔ چرچل کی اس بات کو ہمیں چیلنج کے طور پر اپنے دل و دماغ میں بٹھا لینا چاہیئے تھا اور اس چیلنج کو سمجھتے ہوئے اپنے ملک کی آزادی کو مستحکم و قائم رکھنے کے لئے اس طرح کمربستہ ہو جانا چاہیئے تھا کہ ملک میں رہنے والا ہر ہندوستانی خوشحال ہو محفوظ ہو ترقی کرے غریبی کی لعنت سے اسے چھٹکارا نصیب ہو ملک میں مساویانہ سلوک کا دور ہی دورہ ہو، ہندو مسلم جھگڑوں کا کھیل ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔ افسوس کہ اس طرف ہم نے دھیان ہی مرکوز نہیں کیا۔ بے فکری میں خواب غفلت کی نیند سوتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم جب ۱۵ اگست کو اپنے ملک کی آزادی کا جشن مناتے ہیں تو ہمیں ہمیں دلی مسرت وراحت اور خوشی وسکون کا وہ نظارہ نظر نہیں آتا جو نظر آنا چاہیئے تھا۔ جشن آزادی مناتے وقت ہر شخص سچی خوشی و مسرت اور اطمینان کے عالم میں جھومتا نظر آتا مایوسی ان کے چہروں سے حرف غلط کی طرح مٹی نظر آتی ——— ملک سے بھرشٹاچار ختم ہوا دکھائی دیتا مہنگائی کی لعنت

(باقی صفحہ ۲۵ پر)